ہدایت دینے والا کون؟

(تصنیفِ لطیف)

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ



www.faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وجہ تالیف: اس آیت کے متعلق فقیر اُویسی غفرلہ کو محمدی شریف ضلع جھنگ کے صاحبزادہ محمد امین صاحب سیالوی نے سوال لکھ کر تفصیلی جواب کا حکم فرمایا چنانچہ فقیر نے ان کے سوال کا جواب لکھا جسے موصوف نے احسن طریق شائع فرمایا۔ فقیر نے ترجمہ روح البیان میں یہ فیوض الرحمن کے حاشیہ پر درج کیا۔

اب عزیزم حاجی محمد اسلم صاحب قادری عطاری اُویسی کو شائع کرنے کی اجازت دیتا ہے۔



اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ‌ ۚ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ ○ (القصص:56)

ترجمہ: بے شک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کردو ہاں اللہ ہدایت فرماتا ہے جسے وہ چاہتا ہے۔ وہ خوب جانتا ہے ہدایت والوں کو۔

فائدہ: اس آیت سے منکرین کمالاتِ رسالت نے استدلال کیا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کے لئے چاہیں کہ وہ ہدایت پا جائے تو (معاذ اللہ) آپ مجبور محض ہیں آپ اسے ہدایت نہیں دے سکتے ان کے جوابات آتے ہیں۔

تفسیر کا خلاصہ یوں ہے اِنَّكَ اے محبوب محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیشک آپ لَا تَهۡدِىۡ ایسی ہدایت پر مامور نہیں جو ضروری اور لازماً منزل مقصود تک پہنچادے۔ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ لوگوں میں سے جنہیں آپ چاہیں اور آپ کو ذاتی طور پر قدرت نہیں کہ آپ کسی کو اسلام میں داخل فرمائیں۔ اگرچہ اپنی تمام طاقت صرف کریں اور حد درجہ کی جدوجہد کریں" وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ "لیکن اللہ تعالیٰ جسے اسلام میں داخل کرنا چاہتا ہے تو اسے ہدایت دیتا ہے"وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ "اور وہ انہیں خوب جانتا ہے کہ جو ہدایت ازلی کی استعداد سے سرشار ہیں۔[1]

فائدہ: آیت میں مَنۡ اَحۡبَبۡتَ کا جملہ مطلق ہے لیکن جمہور کا مذہب ہے کہ آیت میں مَنۡ اَحۡبَبۡتَ سے ابو طالب بن عبد المطلب مراد ہے[2] جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے جو کہ آیت کے شان نزول میں امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آیت کے بارے میں بیان فرمایا۔

شانِ نزول اور ابوطالب کی سکرات الموت کا واقعہ: مروی ہے کہ جب ابوطالب پر نزع طاری ہوئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمنا تھی کہ وہ کسی طرح ایمان لائے اسی لئے فرمایا اے چچا پڑھو "لا إله إلا الله" إلخ تاکہ میں تمہارے لئے

---

(1) روح البیان، سورۃ القصص، تحت الآیۃ 56، 415/6، دار الفکر بیروت۔

(2) روح البیان، سورۃ القصص، تحت الآیۃ 56، 415/6، دار الفکر بیروت۔

قیامت کے دن شاہد ہوں۔ اس نے عرض کی بھتیجے اگر مجھے قریش کے عار (ذِلّت) دینے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ضرور ایمان لاتا اور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ [3] حدیث مذکورہ میں چند باتیں وضاحت طلب ہیں۔

شرح الحدیث: حدیث میں ہے کہ ابوطالب نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی:

أكره أن يقال خرع عند الموت وهو بالخاء المعجمة والراء المهملة كعلم بمعنى ضعف وجبن

یعنی اگر میں کلمہ اسلام پڑھوں تو قریش عار دیں گے کہ وہ موت کے وقت کمزور پڑ گیا اور بزدل ہو گیا اور موت کی بزدلی ان لوگوں کو اچھی نہیں لگتی تھی اور ابوطالب نے یہ بھی کہا لولا أن يكون عليك وعلى بني أبيك غضاضة بعدي أي ذلة ومنقصة

یعنی اگر میرے مرنے کے بعد مجھے قریش کی طرف سے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور آپ کے خاندان پر ذلت و نقص و عیب گوئی کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں آپ کا کلمہ اسلام پڑھ لیتا اور آپ کی آنکھیں بھی ٹھنڈی کرتا جبکہ میں آپ کو فراق سے غمگین اور حزین میں دیکھتا ہوں اور آپ نے مجھے کلمہ پڑھانے کے لئے جدو جہد کی لیکن میں نہ مانا تو آپ مُلول (غمگین) ہوئے لیکن آپ کو عرض کئے دیتا ہوں کہ میں اپنے مشائخ عبدالمطلب و ہاشم و عبد مناف کے دین پر مروں گا۔ [4]

روایتوں میں ہے اس کے بعد ابوطالب نے یہ شعر پڑھے

ولقد علمت بأن دين محمد   من خير أديان البرية دينا

لولا الملامة أو حذار مسبة   لوجدتني سمحاً بذلك مبيناً

میں یقین سے جانتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین تمام جہانوں کے دینوں سے بہتر ہے۔ اگر ملامت گروں کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں نہایت صفائی کے ساتھ اس دین کو قبول کرتا۔ اس کے بعد ابوطالب کا انتقال ہو گیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

حدیث شریف: حدیث شریف میں ہے کہ جب ابوطالب نے کلمہ توحید سے انکار کیا تو اسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جب تک تیری بخشش کی دعا سے روکا نہ جاؤں گا تیرے لئے مغفرت کی دعا مانگتا رہوں گا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابوطالب کی دعا سے رکاوٹ پر آیت

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ [5]

(التوبۃ:113)

---

(3) صحيح مسلم, كتاب الإيمان, باب أول الإيمان قول لا إله إلا الله, 54/1, 55, رقم الحديث 24, 25, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(4) روح البيان, سورة القصص, تحت الآية 56, 415/6, دار الفكر بيروت.

(5) صحيح مسلم, كتاب الإيمان, باب أول الإيمان قول لا إله إلا الله, 54/1, رقم الحديث 24, دار إحياء التراث العربي بيروت.

نبی علیہ السلام اور مومنین کے لئے لائق نہیں کہ وہ مشرکین کے لئے استغفار کریں اگرچہ وہ آپ کے قرابت والے ہوں بعد اس کے ظاہر ہو گیا کہ وہ دوزخ میں داخل ہوں۔

سوال: بعض روایات میں آیا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے والدین اور آپ کے چچا کو زندہ کیا تو یہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔[6]

جواب: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کے بارے میں دوسری روایات سے ایمان ثابت ہے لیکن ابو طالب کے بارے میں صرف یہی روایت ہے اور چونکہ یہ روایت بلاسند اور غیر معتبر ہے۔ اسی لئے قابل اعتماد وہی احادیث صحیحہ ہیں جو کتب صحاح میں موجود ہیں جنہیں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنی تصنیف میں لکھا ہے لیکن یاد رہے کہ تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ ابو طالب کے ایمان و کفر کے بارے میں بے ضرورت گفتگو اور بحث ومباحثہ اور ان کو بُرا کہنے سے اجتناب کرنا چاہیے کہ اس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طبعی ایذاء کا احتمال ہے۔[7]

ھدایت کا قاعدہ: وہ یہ ہے کہ ہدایت دراصل ربوبیت کی طرف عبودیت کے دروازے کھلنے کا نام ہے اور یہ خصائص قدرت حق سبحانہ وتعالیٰ سے ہے کیونکہ بندے کے دل کے دو دروازے ہیں۔ ایک دروازہ جسد کی طرف ہمیشہ کھلا رہتا ہے دوسرا دروازہ روح اور حضرت کی طرف ہے اور وہ ہمیشہ بند رہتا ہے اسے سوائے رب فتاح (کہ اسی کے قبضہ قدرت میں ہر شے کی کنجی ہے) کے اور کوئی نہیں کھولتا جیسا کہ اپنے حبیب علیہ السلام کو فرمایا:

اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا لِّيَغۡفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعۡمَتَهٗ عَلَيۡكَ وَيَهۡدِيَكَ صِرَاطًا مُّسۡتَقِيۡمًا۔ (الفتح:1،2)

یہاں صراط مستقیم سے حضرت حق کی جانب کا راستہ مراد ہے جیسا کہ اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شبِ معراج قاب قوسین او ادنیٰ کے قرب کی طرف راستہ دکھایا اور جن لوگوں کے قلوب کے دروازے بند ہیں ان کے متعلق فرمایا: اَمۡ عَلٰى قُلُوۡبٍ اَقۡفَالُهَا[8]

کیا ان قلوب پر تالے لگے ہوئے ہیں۔

حدیث شریف: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا قلب رحمن کی انگلیوں کے درمیان ہے وہ اسے جیسے چاہتا ہے پھیرتا ہے۔ چاہے تو اسے سیدھا رکھے چاہے تو ٹیڑھا کر دے۔[9]

---

(6)روح البيان, سورة القصص, تحت الآية 56, 416/6, دار الفكر بيروت.

(7)روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني, سورة القصص, تحت الآية 56, 303/10, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى. 1415ھ.

(8)روح البيان, سورة القصص, تحت الآية 56, 416/6, دار الفكر بيروت.

(9)سنن ابن ماجه, افتتاح الكتاب في الإيمان و فضائل الصحابة والعلم, باب فيما أنكرت الجهمية, 72/1, رقم الحديث 199, دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي.
روح البيان, سورة القصص, تحت الآية 56, 416/6, دار الفكر بيروت.

فائدہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باوجودیکہ رفیع الشان تھے اور آپ کو اپنے قلب انور کے متعلق کسی قسم کا ٹیڑھا پن کا خطرہ نہ تھا لیکن اکثر یوں دعا مانگتے تھے: یا مقلب القلوب ثبت قلب عبدك على دينك وطاعتك[10]

اے دلوں کے پھیرنے والے اپنے بندے کے دل کو اپنے دین اور اپنی طاعت پر ثابت قدم رکھ۔

اس سے ثابت ہوا کہ ہدایت کا معنی ہے قلب کو باطل سے حق کی طرف پھیرنا اور باطل سے ماسوی اللہ اور حق سے حضرت کی ربوبیت مراد ہے جب ہدایت کا یہی معنی ہے تو یہ شان صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔[11] آیت میں اسی خصوصی معنی کی طرف اشارہ ہے نہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مطلقاً ہدایت کی نفی مراد ہے۔

فائدہ: عرائس البیان میں ہے کہ ہدایت ارادہ ازلی سے مقرون (قریب) ہے اس لئے ابوطالب کے ایمان کا مسئلہ واضح ہوا کہ صاحب روح البیان کے نزدیک بھی ابوطالب کا خاتمہ کفر پر ہوا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

ولو كانت إرادة نبينا عليه السلام في حق أبي طالب مقرونة بإرادة الأزل لكان مهتديا ولكن كان محبته وإرادته في حقه من جهة القرابة ألا ترى أنه إذ قال اللهم أعز الإسلام بعمر كيف أجابه۔[12] (روح البیان جلد۶ صفحہ ۳۱۶)

اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارادہ مبارک ارادۂ ازل کے موافق ہو جاتا تو ابوطالب کو لازماً ہدایت نصیب ہوتی لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ابوطالب کے ساتھ بوجہ قرابت کے تھی۔ اگر دینی لحاظ سے ہوتی تو کچھ ہو جاتا جیسے حضرت عمر کے لئے دعا مانگی۔ اے اللہ عمر کے ذریعے اسلام کو عزت دے تو دعا قبول ہو گئی۔

یہاں بھی اسی طرح ہوگا اس کی مزید تفصیل آئے گی۔ (ان شاء اللہ)

فائدہ: اس سے ان لوگوں کی غلط فہمی دور ہو گئی جنہوں نے بعض روایات نقل کر کے ثابت کیا کہ روح البیان میں بھی ابوطالب کا ایمان ثابت ہے حالانکہ وہ تو صرف روایت نقل کی ہے اس میں فیصلہ تو نہیں لکھا۔ صاحب روح البیان رحمۃ اللہ علیہ کی عادت ہے کہ نقل روایات میں فیصلہ نہیں فرماتے ہیں وہ روایات اسی موضوع سے متعلق ہوتی ہیں ہاں فیصلہ اسی مقام پر فرماتے ہیں جہاں خصوصیت سے اسی مسئلہ کا تعلق ہو۔

خلاصہ مع القواعد: خلاصہ یہ ہوا کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارادہ و مشیت ذاتِ باری تعالیٰ کے ارادہ و مشیت کا مظہر ہے اسی لئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارادۂ مشیت الٰہی کے مطابق عمل فرمایا۔

---

(10)مسند أحمد, مسند النساء, مسند الصديقة عائشة بنت الصديق رضي الله عنها, 230/43, رقم الحديث 26133, مؤسسة الرسالة, الطبعة الأولى, 1421ھ 2001م.
روح البيان, سورة القصص, تحت الآية 56, 416/6, دار الفكر بيروت.

(11)روح البيان, سورة القصص, تحت الآية 56, 416/6, دار الفكر بيروت.

(12)روح البيان, سورة القصص, تحت الآية 56, 416/6, دار الفكر بيروت.

قاعدہ: ہدایت کے متعلق علم الکلام میں طویل بحث ہے خلاصہ یہ کہ اہل سنت کا مذہب ہے کہ ہدایت بھی اِراۃ الطریق راہ دکھلانا اور معتزلہ کا مذہب ہے۔ ہدایت بمعنی ایصال الی المطلوب (منزل مقصود) مطلوب تک پہونچانا۔[13] اہل سنت کے مذہب کے مطابق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہدایت کی نفی کرنا کفر ہے۔ مخالفین معتزلہ کے مذہب کو سامنے رکھ کر نفی کا تاثر دیتے ہیں تا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اختیار و تصرف کی نفی ہو یہ ان کی علمی خیانت ہے۔

قاعدہ: ہدایۃ بمعنی خلق الہدایۃ ہے[14] اور تخلیق صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے اس قاعدہ کے برعکس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نفی کا تاثر دے کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختیار کی نفی ثابت کرنا عداوت بہ رسالت کا ثبوت ہے۔

قاعدہ: حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اظہارِ محبت بوجہ قرابت ہو تو اس پر آپ مامور تھے جس کی تفصیل آئیگی اور اظہارِ محبت بوجہ دینی امور کے ہو تو اس میں آپ کو اختیار حاصل ہے جیسے حضرت عمرو دیگر بیشمار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے ہوا اس کی تفصیل آئیگی۔ (ان شاء اللہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مشائخ کرام اور علماء اہل سنت نے فرمایا ہے کہ حبیب ربِ غفار سرکار ابد قرار علیہ السلام کو امور تکوینیہ ہوں یا تشریعیہ کا باذنہ تعالیٰ اختیار حاصل ہے جن کے دلائل بے حد ہیں فقیر یہاں چند آیات واحادیث مبارکہ اور تصریحات علماء ومشائخ اہل سنت تحریر کرتا ہے۔ مخالفین کی پیش کردہ آیت کا جواب ملاحظہ ہو۔

(ا) مسلمات سے ہے کہ قرآن عظیم کی آیات میں تضاد و تناقض ممتنع ہے بلکہ ہر آیت جملہ دوسری آیات بینات (بیان) کی مؤید و مصدق ہے چنانچہ باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ (الزمر:23)

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مُّتَشَابِهًا کا ترجمہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

فلأنه يشبه بعضه بعضا في الحسن والصدق۔[15] (اتقان صفحہ ۱۵، جلد ۱ مصر)

(13) شرح العقائد النسفية، رقم الصفحة 235، مكتبة المدينة كراتشي باكستان، الطبعة الأولى، 1430ھ/ 2009م.

(14) شرح العقائد النسفية، رقم الصفحة 234، مكتبة المدينة كراتشي باكستان، الطبعة الأولى، 1430ھ/ 2009م.

(15) الإتقان في علوم القرآن، النوع السابع عشر في معرفة أسمائه وأسماء سوره، 184/1، الهيئة المصرية العامة للكتاب، الطبعة 1394ھ/ 1974م.

اصل حقیقت یہ ہے کہ قرآنی آیات میں ایک دوسرے کے ساتھ تضاد (اختلاف) نہیں ہے جس آیت کو مخالفین پیش کرتے ہیں اس کے بالمقابل قرآن پاک میں سورۂ شوریٰ شریف میں ہے: وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (الشوریٰ:52)

اِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ میرے حبیب پاک بیشک آپ ہی صراط مستقیم کی ہدایت فرماتے ہیں۔

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ جہاں مخالف پہلی آیت پیش کرتے ہیں انہیں یہ دوسری آیت بھی سامنے رکھنی چاہیے کہ مولیٰ تعالیٰ جل مجدہ تو اپنے پیارے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہادی کل، دانائے سبل ارشاد فرمارہا ہے منکرِ نبی کا اظہارِ خیال بصورت دیگر ہے۔ کیونکہ اس کا عقیدہ نئے نبی کے امکان سے وابستہ ہے۔ بایں وجہ ہماری پیش کردہ آیات وتصریحات اور مشائخ اہل سنت کے عقائد وارشادات کے افکار میں مسلمانوں کو تاریکی میں رکھنے کے لئے بالعموم ارشادِ ربانی کی غلط ترجمانی کرتے ہوئے مخالف کہتا ہے " اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ "(الخ) کہ حضور منزلِ ہدایت تک پہنچانے سے قاصر ہیں (معاذاللہ) پیش کردہ آیت میں عموم ہے۔ حضراتِ فن تفسیر کا قاعدہ یہ ہے کہ خصوص کی نفی سے عموم کی نفی نہیں ہوتی۔[16] (تفسیر اتقان) ملاحظہ ہو۔

نمبر۳: " اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ "(الخ) مخالف کا یہ اعتراض سورۂ قصص کی ایک آیت ہے جو کہ سورۂ شوریٰ سے پہلے اتری ہے چنانچہ علامہ سیوطی اپنی تفسیر اتقان کے صفحہ ۲۵ جلد اول میں سورتوں کی ترتیب کے فوائد مرتب کرتے ہوئے رقمطراز ہیں (پچھلی آیات) کہ پچھلے ارشادات پہلے فرمودات کے لئے یا تو ناسخ ہیں یا ان کے اجمال کی تفصیل یا پھر ذاتی وعطائی کا فرق واضح مطلوب ہے۔ تاہم ایسے ہی " اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ " ارشادِ ربانی میں ذاتی تصرفات کی نفی ہے اور " اِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ " میں عطائی ہدایت کا اثاثہ موجود ہے اور یہ طریقہ قرآن کریم میں عام ہے۔ ان تمام قوانین کی تفصیل فقیر نے اپنی تفسیر احسن البیان میں عرض کر دی ہے۔

نمبر۴: اہل سنت کے نزدیک ہدایت بمعنی خلق الہدایت ہے۔[17]

شرح عقائد: علم عقائد کی مشہور ومعروف درسی کتاب میں تصریح موجود ہے کہ مخالفین کی پیش کردہ آیت میں تخلیق ہدایت کی نفی ہے نہ کہ ہدایت کی یہ ہمارے مسلک کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خالقِ ہدایت تو قرار نہیں دیتے اور جہاں غیر اللہ کی طرف منسوب ہو تو وہاں ہدایت مجاز بمعنی راہ نمودن ہوتا ہے (راستہ دکھانا)[18]

نمبر۵: ہم نے بارہا مخالفین کی مخالفت کا لبادہ چاک کیا مگر عدم اختیارِ سرکار ابد قرار کا کوئی ثبوت پیش نہ کر سکے چنانچہ مواقف وشرح مواقف کتب میں مذکور ہے کہ معتزلہ کہتے ہیں کہ ہدایت بمعنی ایصال الی المطلوب[19] اور مشائخ اہل سنت کہتے ہیں کہ ہدایت بمعنی إراۃ الطریق کے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہدایت

(16) الإتقان في علوم القرآن، النوع السابع والخمسون في الخبر والإنشاء، 264/3، الهيئة المصرية العامة للكتاب، الطبعة 1394ھ/ 1974م.

(17) شرح العقائد النسفية، رقم الصفحة 234، مكتبة المدينة كراتشي باكستان، الطبعة الأولى، 1430ھ/ 2009م.

(18) شرح العقائد النسفية، رقم الصفحة 235، مكتبة المدينة كراتشي باكستان، الطبعة الأولى، 1430ھ/ 2009م.

(19) شرح شريف للسيد السند على المواقف للعلامة عضد الملة والدين عبد الرحمن بن احمد الايجي القاضي مع الحاشيتين المفيدتين. حاشية المرصد الثالث في الاسماء، ص454، مدار الطباعة العامرة. 1875م

کے معنی و مطلوب کے متعلق متون، شروح، اُصول منطق و علم کلام میں بہت لمبی چوڑی بحثیں کی گئی ہیں۔ اس کے متعلق تمام سوالات و جواب کو فنونِ مذکورہ میں تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

نمبر ۶: آیت "اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ "(القصص:56) میں منفی اور مثبت آیت "اِنَّكَ لَتَهۡدِىۡۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ " (الشّوریٰ:52) میں مثبت پہلو اور اصول کا مسلّم قاعدہ ہے کہ اثبات و نفی کے تعارض میں اثبات کو ترجیح دی جاتی ہے۔

نمبر ۷: شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قسم کی آیات کو آیاتِ متشابہات میں داخل فرمایا ہے۔[20]

ان تمام دلائل کا خلاصہ یہ ہوا کہ آیت "اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ "میں خلق ہدایت ذاتی اور بالاستقلال کی نفی ہے نہ کہ معاذ اللہ سرے سے سرکارِ ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی کو ہدایت دے ہی نہیں سکتے۔ اگر ایسا ہے تو پھر ارسالِ رسل سے کیا فائدہ؟ اور " اِنَّكَ لَتَهۡدِىۡۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ "کی صریح اور نص قطعی الدلالت سے انکار لازم آتا ہے اور یہ فی الواقع (حقیقت میں) کفر ہے۔

ایک غلطی کا ازالہ: برائے برادری (چچاؤں) اعزہ و اقربا کو راہِ راست پر گامزن کرنے کی جدوجہد کرنے یا ان سے میل ملاپ کرنا از خود سرکار نہیں تھا بلکہ من حیث الوجوہ ارشاداتِ ربانیہ پر عمل کرنا مطلوب تھا۔

اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا نہ فرماتے تو ارشاداتِ ربانی تعالیٰ کے خلاف ہوتا جو کہ منصب نبوت کے خلاف اور عہدہ رسالت کے شایان شان نہ تھا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ آپ حکم الٰہی بجا نہ لاتے۔ فقیر کی اس گزارش سے ثابت ہوا کہ معترض کا یہ اعتراض نبوت پر نہیں بلکہ اُلوہیت (خدائی یا خداوندی) پر ہے۔

کیونکہ مولیٰ جل مجدہ نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم فرمایا: " اَنۡذِرۡ عَشِيۡرَتَكَ الۡاَقۡرَبِيۡنَ "(الشعراء:214) اس عمومی حکم کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اعزہ و اقرباء کو تبلیغ فرمائی اور حق یہ ہے کہ منعم حقیقی کا حق ادا فرمایا اور برادری کے لئے خصوصی طور پر یوں ارشاد ہوا:

اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا (النّحل:123)

اس حکم کے مطابق آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے طور طریق کو اپنانا فرض ہو گیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی اقتداء میں اپنی برادری سے وہی طریقہ استعمال فرماتے جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا آذر کے لئے کیا کہ انہوں نے چچا کے لئے دعا فرمائی کیونکہ وہ بھی برائے دعا مامور من اللہ تھے کہ چچا سے بچپن میں جو وعدہ فرما چکے تھے۔ ارشادِ ربانی:

سَاَسۡتَغۡفِرُ لَكَ رَبِّىۡ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِىۡ حَفِيًّا۔ (سورۂ مریم:47)

(20) مدارج النبوت، باب سوم، وصل در ازالہ شبہات از بعضی آیات مبہات، 1/ 106، 107، ناشر در مطبع فیض منبع منشی نول کشور کانپور، 1877ء۔

كما قال إلَّا قَوْلَ إِبْرٰهِيْمَ لِأَبِيْهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَ مَآ أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ۔ إلخ (سورۃ ممتحنہ:4)

اس بناء پر روحِ حیات، جانِ کائنات، برائے چچا و برادری دعا کی اور ان کی ہدایت کے لئے سرگرم کوشش کرنے پر مامور من اللہ تھے اب اس منزہ من کل عیب پر اعتراض کیا۔ ان کا معترض اس کا معترض ہے کیونکہ اس کو معلوم تھا کہ ایمان لانے والوں کا جواب منفی میں ہوگا۔

جبکہ میں نے ان کے لئے ہدایت تخلیق ہی نہیں فرمائی تو پھر اپنے پیارے محبوب و مطلوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی تبلیغ اور ان کی دعا اور ان کی ہدایت کے لئے جدوجہد کرنے کا حکم کیوں نازل فرمایا؟

ما هو جوابكم لله تعالىٰ فهو جواب للنبي ﷺ

پھر دیکھئے مادۂ ایجادِ خلقت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے دادا سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اقتداء میں کتنا پختہ کار ثابت ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام تو خود بخود رک گئے۔

كما قال الله تعالىٰ وَ مَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرٰهِيْمَ لِأَبِيْهِ إِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ إِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ أَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ۔ (سورۃ توبہ:114)

لیکن جانِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب تک اللہ تعالیٰ نے خود نہیں روکا وہ بدستور سرگرمِ عمل رہے۔

كما قال الله تعالىٰ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا أَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَ لَوْ كَانُوْٓا أُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ۔ (سورۂ توبہ:113)

نیز خود فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہ اپنے چچا کے بارے میں جب تک مجھے ممانعت نہ فرمادی گئی بدستور وعدہ پورا کرتا رہوں گا تو جب حکم خداوندی نازل ہوا اور ممانعت فرمادی گئی تو اس کے بعد کبھی اظہارِ تمنا نہیں ہوا۔ امورِ مذکورہ از خود نہیں تھا بلکہ مامور من اللہ ہونے کی حیثیت سے تھا۔ اس مختصر تمہید کے بعد فقیر چند ایک وہ احادیث صحیحہ پیش کرتا ہے جن سے ثابت ہوگا کہ صرف جانِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چاہنے پر ان حضرات کو دولت اسلام ایمان نصیب ہوا۔

(۱) سیدنا و مولائے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان لانا، مسلمان ہونا مالک کونین کی تمنا تھی۔ [21]

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ کا اسلام دعائے مصطفی کا رہین منت ہے وہ راہ راست پر نہ تھی۔ [22] (بخاری وغیرہ)

(21) سنن الترمذي, أبواب المناقب, باب في مناقب أبي حفص عمر بن الخطاب رضي الله عنه, 617/5, 618, رقم الحديث 3681, 3683, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر, الطبعة الثانية, 1395ھ 1975م.

(22) صحيح مسلم, كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم, باب فضائل أبي هريرة الدوسي رضي الله عنه, 1938/4, رقم الحديث 2491, دار إحياء التراث العربي بيروت.

(۳)سیدنا مولانا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہادئ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر نوازی سے دولت اسلام نصیب ہوا۔[23] (شرح لعلی القاری والخفاجی جلد ۳ صفحہ ۵۲ وغیرھا)

نجات دہندہ کائنات کی دعا شریف کے بارے میں اعلیٰ حضرت کا ارشاد ہے

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا بڑھی ناز سے جب دعائے محمد ﷺ

منظور ہیں ابرو کے اشارے سے دعائیں کیوں تیر کمانداِرِ نبوت کا خطا ہو

(۴)باغی سراقہ کو مصیبت میں مبتلا کر کے پھر اسی نگلنے والی زمین کو اُگلنے کا حکم نافذ کرنا۔[24]

مزید معجزے: کوئی قتل کو آتا ہے تو اندھا ہو جاتا ہے[25] اور بت دیکھ کر اوندھے ہو جاتے ہیں یہی ابو طالب دعائے نبوی سے شفایاب ہو جاتے ہیں[26]، سورج کو چمکا لیتے ہیں[27]، تخت قبولیت پر بیٹھے ہوئے اور تاج عنایت تقسیم کرتے ہوئے اقلیم چاند کو درہم برہم فرمادیتے ہیں[28] جیسا کہ نظامِ کفر آپ نے روئے عالم سے بے نام ونشاں کر دیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ کو فردوسی بہاروں کا وارث بنادیا۔[29] اعلیٰ حضرت کا ارشادِ گرامی

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

خاتم النبیین کی شہادت گوہ نے دی[30]، ہرنی نے کلمہ پڑھا[31]، بھیڑیا ایمان لایا[32]، اُونٹ کی دادرسی فرمائی[33]، قلیل طعام کو پوری قوم کے لئے کافی کر دیا[34]، ابوہریرہ کے توشہ دان کو چشمہ فراواں کر دیا جو عرصہ دراز ۱۲ سال جاری رہا، شہادتِ عثمانی کے دن باغیوں نے دندناتے ہوئے لوٹا۔[35] کس

---

(23)نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض, 426/4, دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

(24)إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون, باب الهجرة إلى المدينة, 60/2, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الثانية, 1427ھ.

(25)إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون, باب عرض رسول الله صلى الله عليه وسلم نفسه على القبائل من العرب إلخ, 35/2, 37, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الثانية, 1427ھ.

(26)المستدرك على الصحيحين, كتاب الدعاء والتكبير والتهليل والتسبيح والذكر, 727/1, رقم الحديث 1991, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى. 1411 - 1990.

(27)المعجم الكبير للطبراني, مسند النساء, باب الألف, فاطمة بنت الحسين عن أسماء بنت عميس, 152/24, رقم الحديث 391, مكتبة ابن تيمية القاهرة, الطبعة الثانية.

(28)صحيح البخاري, كتاب المناقب, باب سؤال المشركين أن يريهم النبي صلى الله عليه وسلم آية إلخ, 206/4, رقم الحديث 3637, دار طوق النجاة, الطبعة الأولى. 1422ھ.

(29)المعجم الأوسط للطبراني, باب الميم, من اسمه محمد, 87/7, رقم الحديث 6935, دار الحرمين القاهرة.

(30)المعجم الأوسط للطبراني, باب الميم, من اسمه محمد, 126/6, رقم الحديث 5996, دار الحرمين القاهرة.

(31)دلائل النبوة للبيهقي, الشمائل ونحوها, باب ما جاء في كلام الظبية التي فجعت إلخ, 35/6, دار الكتب العلمية. دار الريان للتراث, الطبعة الأولى, 1408ھ 1988م.

(32)مسند احمد, مسند المكثرين من الصحابة, مسند أبي سعيد الخدري رضي الله عنه, 315/18, رقم الحديث 11792, مؤسسة الرسالة, الطبعة الأولى, 1421ھ 2001م.

(33)سنن أبي داود, كتاب الجهاد, باب ما يؤمر به القيام على الدواب والبهائم, 23/3, رقم الحديث 2549, المكتبة العصرية صيدا بيروت.

(34)صحيح البخاري, كتاب المغازي, باب غزوة الخندق وهي الأحزاب, 108/5, رقم الحديث 4102, دار طوق النجاة, الطبعة الأولى. 1422ھ.

(35)البداية والنهاية, كتاب دلائل النبوة, ذكر مزود أبي هريرة وتمره, 116/6, 118, دار الفكر, 1407ھ 1986م.

قدر قبضہ ہے سرکار کا کون ومکان پر خونخوار شیر نے[36] اور جنگل کے موذی وحشی جانور بھیڑیئے تک نے بلاخوف دلوں کی گہرائیوں سے آقائے کونین کے اختیارات کو تسلیم کیا۔

دیکھئے حضرات! موذی جانوروں سے انکارِ نبوت اور اقتدارِ رسالت کا انکار نہیں ہو سکا مگر جو بلا دریغ (بلا تحاشا) خبث باطن ظاہر کرتے ہوئے دلوں میں وسوسہ بن کر دوڑ جاتے ہیں اس لئے کہ ان کے دل سے دین وایمان کوچ کر چکا ہے۔

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (البقرۃ:30)

کی سربلندی کا شاید غیر شعوری کو علم ہی نہیں ورنہ مہر منیر کی روئے عالم کو درخشاں کرنے والی روپہلی کرنوں سے کون واقف نہیں۔

تباہی کارواں در کارواں ہے

اُمور تشریعی:

جدھر دیکھو ہجوم رہبراں ہے　　　　کدھر ڈھونڈوں میرا رہزن کہاں ہے

قارئین باتمکین! بس یہ کسی خبطی کا خبط ہے ماسوائے مخبوط الحواس کے اُمورِ شریعیہ میں کسی قسم کا اختیار نہیں رکھتے۔

اصل عالم کی تشریف آوری اور بعث مقدسہ کی علت غائیہ بھی تشریعی اُمور کے لئے ہے کروڑوں تصریحات، ہزاروں احادیث مقدسہ میں موجود ہے نمونہ کے طور پر مشت از خروار۔

(۱) ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ششماہی بکرا برائے قربانی جائز قرار دیا۔[37] (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۸۳۴)

(۲) حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک گواہی کو دو مردانِ حق آگاہ کی گواہی کے قائم مقام فرمادیا۔[38] (ابوداؤد شریف جلد ۲ صفحہ ۱۵۲)

حالانکہ قرآن کریم کا فیصلہ ہے: وَ اَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ (الطلاق:2)

اور　وَ اسْتَشْهِدُوْا شَهِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ (البقرۃ:282)

---

(36) المستدرك على الصحيحين, كتاب آيات رسول الله صلى الله عليه وسلم التي هي دلائل النبوة, 675/2, رقم الحديث 4235, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى، 1411 - 1990.

(37) صحيح البخاري, كتاب الأضاحي, باب قسمة الإمام الأضاحي بين الناس, 99/7, رقم الحديث 5547, دار طوق النجاة, الطبعة الأولى، 1422ھ.

(38) سنن أبي داود, كتاب الأقضية, باب إذا علم الحاكم صدق الشاهد الواحد يجوز له أن يحكم به, 308/3, رقم الحديث 3607, المكتبة العصرية صيدا بيروت.

(۳)ایک اعرابی شخص کے لئے روزے کا کفارہ معاف فرمادیا بلکہ اپنی فیاضانہ عطا اور کرم بخشی سے ایک ٹوکرہ کھجور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے مرحمت فرمایا۔[39] (بخاری وغیرھا)

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا ساتھ ہی منشئ رحمت کا قلمدان گیا

(۴)مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو بحالت جنابت مسجد اقدس میں قیام پذیر ہونا مباح فرمایا۔[40] زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۲۸ حالانکہ بحالت جنابت مسجد میں از شریعت طاہرہ بالعموم داخلہ ممنوع ہے بلکہ گناہ ہے۔

(۵)ایک شخص سے اس شرط پر اسلام قبول فرمایا گیا کہ وہ دو نمازوں سے زائد نماز نہیں پڑھے گا۔[41]

جہاں قرآن پانچ نمازیں فرض قرار دیتا ہے اگر کوئی عمداً ایک نماز ترک کردے تو سخت مجرم بارگاہ قرار دیا گیا ہے۔ ثابت ہوا جملہ فرائض فروع ہیں اصل الاصول بندگی اُس تاجور کی ہے۔(زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۲۸)

(۶) تین طلاقوں کے بعد بغیر حلالہ کے حضرت ابور قانہ کو بیوی واپس پھیر دی۔[42] (زرقانی شریف جلد ۵ صفحہ ۳۲۸)

حالانکہ قرآنی فیصلہ ہے۔ ارشاد ربانی ہے: حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ (البقرة:230)

(۷)حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سورج نکلنے کے وقت روزہ کھولنے کی اجازت بخشی۔(زرقانی شریف جلد ۲)

چشم ایمانی کو انکار نہیں ہے اختیارات و تصرفات نبوی میں مگر دبے لفظوں انکار نبوت کرنے والے اپنی مثل بے اختیار دیکھتے ہیں۔ کیا کیجئے علاج اس مرضِ لاعلاج کا۔

چشم بینا موجود ہو تو تشریعی اختیارات اس سے بڑھ کر اور کون سا ہو سکتا ہے جہاں فیصلہ احکم الحاکمین موجود ہو: اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ (البقرة:187)

بدنصیبی، روسیاہی کا علاج کلکِ رضا کے سوا نہ ہو سکا جو پھر گواہی سر اُٹھانے لگی۔ **(تف بر رخ بيديني)**[43]

---

(39)صحيح البخاري, كتاب النفقات, باب نفقة المعسر على أهله, 66/7, رقم الحديث 5368, دار طوق النجاة, الطبعة الأولى، 1422ه.

(40)سنن الترمذي, أبواب المناقب, باب مناقب علي بن أبي طالب رضي الله عنه, 639/5, رقم الحديث 3727, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر, الطبعة الثانية, 1395ه 1975م.

(41)مسند احمد, أول مسند البصريين, حديث رجال من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم, 407/33, رقم الحديث 20287, مؤسسة الرسالة, الطبعة الأولى, 1421ه 2001م.

(42)سنن أبي داود, كتاب الطلاق, باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث, 259/2, رقم الحديث 2196, المكتبة العصرية صيدا بيروت.

(43)یعنی افسوس بدمذہبی کے چہرے پر

امورِتکوینیه: محترم حضرات جمہور اہل اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہادیٔ عالم سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے مظہر اتم ہیں جیسا کہ آپ سے ہزاروں مواقع پر امور تکوینیہ کا ظہور ہوا۔ ان کے شواہدات بھی احادیث صحیحہ میں موجود ہیں۔

(۱) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگ میں ڈالا گیا تو مختارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان پر گزر ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمار کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا: یا نار کونی بردا وسلاما علی عمار إلخ۔[44] (الخصائص الکبریٰ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ جلد سوم صفحہ ۱۸)

آگ کی مجال نہ رہی وہیں دم توڑ گئی۔ حضرت عمار کو گویا گلکدۂ فردوس میں احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بٹھا دیا کیوں نہیں کائنات کو فردوسی نشیمن انہی کے دم قدم سے ملے گا۔

(۲) حکم بن ابی العاص ہادیٔ کل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا جب احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گفتگو فرماتے تو وہ اپنا چہرہ بگاڑ تا کچھ چنگاڑ تا۔ قادرِ کل عزوجل کے نائب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کن کذلك فلم یزل یختلج حتی مات[45] (خصائص کبریٰ شریف جلد ۲ صفحہ ۷۹)

یعنی مرتے دم تک اس کا حسن وجمال آپ نے بے نام ونشان کر دیا۔

جو گلزار حسن شعلے کی طرح سے بھڑکتا ہے وہ شعلے نہ رہے انگاروں میں شکل ہی آپ نے تبدیل فرمادی بدصورت ہو گیا۔

حکم نافذ ہے تیرا خامہ تیرا سیف تیری   دم میں جو چاہو کرو دور ہے شاہا تیرا

(۳) ہادیٔ عالم، رہبر کون ومکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ فرمایا۔ ایک منکر عظمت مصطفی نے آپ کے خطاب لاجواب کی نقل اتارنی شروع کر دی تو حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کذلك فکن۔

اسے لینے کے دینے پڑ گئے بے ہوش وحواس زمین پر دھڑام سے گرا یہاں تک کہ دوماہ بعد اس کا منہ ویسے کا ویسا ٹیڑھا تھا جیسا بوقت نقل ہوا تھا۔[46] (خصائص کبریٰ شریف)

(۴) حکم بن العاص کو بوجہ اِستِہزاء رعشہ (کپکپاہٹ کی بیماری) میں مبتلا کر دیا گیا کیونکہ چلنے میں سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نشانہ بنا رہا تھا۔ جلالِ یار عیاب میں آگیا۔ آقائے کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جلال میں فرمایا: کن کذلك۔[47] (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۹) یعنی تو ایسا ہی مریگا۔

(44) الخصائص الکبری للسیوطي، باب الآیة في النار، 134/2، دار الکتب العلمیة بیروت.

(45) الخصائص الکبری للسیوطي، باب الآیة في الحکم بن أبي العاص أبي مروان، 132/2، دار الکتب العلمیة بیروت.

(46) الخصائص الکبری للسیوطي، باب الآیة في الحکم بن أبي العاص أبي مروان، 132/2، دار الکتب العلمیة بیروت.

(47) جواهر البحار في فضائل النبي المختار، 27/3، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان.

(۵)احمد مختار رہنمائے کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا اس کے والد نے عرض کی ہاں ہاں اُسے برص کا مرض ہے حالانکہ وہ اس موذی مرض میں مبتلانہ تھی گویا اُس سے خاطر اقدس کو جلال میں آنے والی آفت الٰہی کو دعوت دی۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خلاف ورزی کرنے والے کے بارے میں ارشاد فرمایا: فلتكن كذلك۔[48](از جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۱)

بس دعائے نبوت کا شکار ہو گئی اُسی مرض میں مبتلا ہو گئی۔

اعرابی کو فرمایا: كن زيدا[49] پس وہ زید ہو گیا۔

حالانکہ وہ زید نہ تھا۔(جواہر البحار شریف)مظہر کامل کی شانِ جلالت ملاحظہ ہو۔

قدرت ہے آپ سے عیاں اُس لایزال کی

(۶)ایک سوار کو دور سے دیکھ کر فرمایا "كن أبا ذر" تو وہ ابوذر بن گیا۔[50]معلوم ہوا نوعیں تبدیل فرما دیتے ہیں۔(جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۶۰)

(۷)آپ نے ایک شخص کو فرمایا "كن أبا خثيمة" تو گویا وہ ابوخثیمہ ہی تھا۔[51] یہ اختیارات بیحد وحساب ہیں کارکنانِ قضاوقدر اشاروں کا انتظار کرتے ہیں

للوھابیین فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ أى من الجهل وسوء العقيدة وعداوة النبى ﷺ[52] وصحبه اجمعين كثيراً كثيراً۔

(تفسیر جمل ابو سعود)

حرف آخر: آیت اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ إلخ(القصص:56) میں حضور منبع نور علیہ السلام کی ہدایت نہ دینے کا اثبات نہیں ہے چنانچہ امام فخر الدین والملت رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تفسیر کبیر میں اسی آیت کی تصریح فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ جل مجدہ کا ارشاد اقدس ہے کہ

اِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔[53](سورۂ شوریٰ پارہ ۲۵)

اور فرمایا "لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ"(الرّعد:7) دوسری جگہ فرماتے ہیں "اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ" (بنی اسرآءیل:9) اور فرمایا "وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا" (السجدۃ:24) ان آیات طیبہ میں نص ہے کہ پروردگار کے نیک بندے اور قرآنِ حکیم ہادی ہیں اور کار ہدایت کے فرائض

---

(48)جواهر البحار في فضائل النبي المختار , 27/3 , دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

(49)جواهر البحار في فضائل النبي المختار , 365/1 , دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

(50)جواهر البحار في فضائل النبي المختار , 365/1 , دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

(51)صحيح مسلم ، كتاب التوبة ، باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبيه ، 2120/4 ، رقم الحديث 2769 ، دار إحياء التراث العربي بيروت.

(52)الفتوحات الإلهية بتوضيح تفسير الجلالين للدقائق الخفية , سورة البقرة , تحت الآية 10 , 25/1 , دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم , سورة البقرة , تحت الآية 10 , 41/1 , دار إحياء التراث العربي بيروت.

(53)مفاتيح الغيب ، سورة القصص ، تحت الآية 56 ، 5/25 ، دار إحياء التراث العربي بيروت , الطبعة الثالثة , 1420 ھ.

سرانجام دیتے ہیں۔[54] دشمن رسول کے منہ میں انگارے ہوں کس جرأت سے کہتے ہیں کہ نبی الانبیاء حبیب علیہ التحیہ والثناء ہدایت نہیں دے سکتے۔ خاک بدہن سے پوچھتا ہوں کہیں کوئی اور در کوئی اور چوکھٹ کوئی اور دروازہ ہے جس کے لنگر سے کون ومکان سیر اب ہوں۔

فیض ہے یاشہ تسنیم نرالا تیرا　　　　آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

انہی کے لنگر سے دوعالم پلتے ہیں۔ معطی وہ ہے قاسم یہ ہیں۔ کس زبان میں یہ یارا ہے کہ وہ کہے کہ آپ ہدایت نہیں دے سکتے ہم نے پہلے بھی عرض کیا ہے آیت متذکرہ بالا میں خلق ہدایت کی نفی مراد ہے نہ یہ کہ ہدایت دینے میں آپ کو اختیار نہیں۔ پیشوائے اہل سنت حضرت تقی الدین سبکی قدس سرہ نے تصریح فرماتے ہوئے فرمایا ہے

اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ ولیس علیك خلق ھدایته۔[55] (شفاء السقام صفحہ ۱۷۸)

غلطی کا ازالہ: اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ اِلخ آیت کریمہ میں ہدایت نہ دے سکنے، بے اختیار دکھانے کا معنی کرنا قرآنی تحریف ہے وجہ یہ ہے کہ ہدایت کا معنی ہدایت نہ دے سکنا نہ کسی لغت میں ہے نہ ہی کسی معتبر تفسیر میں۔ عداوتِ نبوی اور سکر بعض رسالت میں یہ معنی کرنا دین مصطفوی سے دشمنی کے مُترَادِف (ہم معنی) ہے۔

علمی نکتہ: آیت کریمہ میں بالفعل ہدایت کی نفی ہے نہ کہ بِالقُوَّۃ (حقیقت) کی۔ یاد رہے بالفعل کی نفی سے اصل کی نفی نہیں ہوتی مثلاً ایک شخص بیٹھا ہے تو آپ اسے یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ تم کھڑے نہیں۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ تم کھڑے ہو ہی نہیں سکتے۔ اسی طرح خاموشی اختیار کئے ہوئے ہو تو آپ اسے یوں کہہ سکتے ہو کہ تم بول ہی نہیں سکتے؟ حالانکہ وہ کھڑا ہو سکتا ہے اور یہ گفتگو پر قادر ہے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص کھانے سے ہاتھ کھینچ لے تو اُس کے بارے میں آپ کا کیا فتویٰ ہو گا کہ اسے حاجت ہی نہیں رہی کہ وہ کھا ہی نہیں سکتا (حالانکہ اس کی شکل وصورت دیکھ کر دیگ کا جگر دھڑکتا ہے)

فتویٰ مطلوب ہے کہ آپ تقریر کا اعلان کروا چکے لیکن بروقت کسی مجبوری کی بناء پر مولانا معذرت پیش کر کے چلے جائیں تو کوئی بیوقوف دوبارہ منادی کرا سکتا ہے کہ حضرت مولانا علامہ فلاں صاحب سحر بیان تقریر نہیں فرما سکتے۔ اُمید واثق ہے کہ جواب نفی میں ہو گا۔

ایسی لاتعداد مثالوں سے سمجھا سکتے ہیں لیکن بدقسمت غبی الدماغ بدقسمتی کا شکار ہے۔

قرآنی آیات سے استدلال:

(۱) مولا کریم ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (آل عمران:86)

---

[54] مفاتيح الغيب ، سورة السجدة ، تحت الآية 24 ، 150/25 ، دار إحياء التراث العربي بيروت , الطبعة الثالثة , 1420 ه.
[55] شفاء السقام في زيارة خير الأنام ، رقم الصفحة 132 ، دار الكتب العلمية.

(۲)إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ (المآئدۃ:67)

وغیرہ صدہا آیات میں یہی کہا جائیگا کہ اللہ نے کافروں، ظالموں، منکروں، فاسقوں کے لئے ہدایت مقرر ہی نہیں فرمائی نہ یہ کہ یہی کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت ہی نہیں دے سکتا تو یہاں بھی جوابِ منکر رسول کا گوشۂ عدم میں پہنچ گیا۔ یہاں یہی جواب مناسب ہے جو دشمنانِ رسول کو ہمارے مشائخ دیا کرتے ہیں علاوہ ازیں (سوائے اس کے کوئی صورت ہی نہیں)

آخری اور علمی نکتہ: شریعت اسلامیہ کا مسلمہ ضابطہ اور قاعدہ اور کلیہ لازمہ ہے کہ ہدایت دینا ارادہ مشیت پر موقوف ہے (یہاں محبوبیت مطلقہ اور وقار واقتدارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نفی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا)

دیکھئے مقام رضا میں مولا تعالیٰ جل مجدہ مقربین کے لئے ایمان و اسلام سے محبت و پسندیدگی و رضا تو ہے لیکن ارادۂ مشیت نہیں کیونکہ یہ منزلِ فنا ہے۔

كما قال وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ (الحجرٰت:7)

نیز ارشاد فرماتا ہے: اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۟ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ (الزمر:7)

پہلی آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب کے ایمان کے لئے محبت ہے لیکن اس محبت کے باوجود کافر کافر ہی رہے۔ ہادیٔ عالم، صاحب لولاک نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مخالفین فقط ابو طالب وغیرہ کے ایمان نہ لانے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بغض وعداوت میں بغلیں بجا رہے ہیں اگر کوئی خداوند قدوس کا مخالف یہی آیت پیش کر دے اور مولا تعالیٰ جل مجدہ کے عجز وعدم قدرت کا اعتراض کرے تو پھر سائل کو قائل کرنا ہمارے بس کا روگ نہیں۔ کہا جائیگا مگر وہی کہا جائے گا جو ہم نے عرض کیا کہ منزلِ محبت ومقامِ رضا پر ایمان وکفر کا دارومدار نہیں بلکہ ارادہ ومشیت پر موقوف ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی کہ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ (النحل:9)

نیز ارشاد ہوتا ہے: وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً۔ (ھود:118)

متذکرہ بالا آیت کریمہ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ سے رفیع شان کا ثبوت: ہمارے بیان کردہ دلائل سے نجات دہندہ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفعت شان کا ثبوت دستیاب ہوا۔ مولا کریم نے منکر اختیار نبوت کا اعتراض آیت کریمہ میں ہدایت کو مشیت سے اور محبوبیت وحبیبیت کے لَا تَهْدِيْ کو مَنْ اَحْبَبْتَ کی شکل میں بیان فرمایا اس میں کچھ راز داری تو مقصود ہے ورنہ عبارت کا تقاضا یوں تھا کہ آیت کے الفاظ یوں ہوتے:

انک لا تھدی من احببت و لکن اللہ یھدی من یحب

اس میں اشارہ ہے کہ میرے محبوب ومقصود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مشیت میری مشیت میں گم ہے۔

یہی مقام فنا ہے اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے: مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ (الانفال:17)

محبوبیت کی منزل ارفع کا حسن و جمال ظہور پذیر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا اور ہم نے ان جانوں کو سمجھایا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۚ (الفتح:10)

فخر کائنات کا مقام فنا فی اللہ پر فائز ہونا واشگاف الفاظ میں بیان ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے یکجہتی و یگانگت اور اتحاد فی المشیت والے ارادہ کو کتنے انوکھے اعزاز نکھرے ہوئے انداز میں بیان فرما کر غیریت فی المقصود کا وہم تک بھی گوشۂ عدم میں پہنچا دیا لیکن یار لوگوں نے کچھ کا کچھ بنا دیا۔ احق ان یرضوہ کو بھلا دیا۔ یوں ہی اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا یار لوگوں کے دل میں خطرناک نفاق واضح ہو رہا ہے کیونکہ پالنہار کائنات محبوب اعزاز و اختیار و اقتدار کو منوانا چاہتا ہے لیکن چمگاڈر آفتاب کی ضیاریز کرنوں سے زخمی ناگن کی طرح پھڑکتا ہے۔

ہزاروں تیر لگتے ہیں مخالف کے کلیجے پر

جو کہتا ہے کبھی کوئی مسلماں یا رسول اللہ ﷺ

رہا ابوطالب کے ایمان کا مسئلہ: معترض کا اعتراض آیت کریمہ سے گر ابوطالب کے ایمان کے متعلق ہے تو یہاں کوئی علاقہ نہیں جبکہ خود علمائے اہل سنت اس مختلف مسئلہ میں متفق نہیں۔ مثبت انداز میں جواب دینے والے مشائخ اور ان کے ایمان و اسلام کے قائلین آئمہ حضرت امام شعرانی مختصر تذکرہ میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اخبار الاخیار میں حاشیہ نبراس برخوردار ملتانی پھر اس پر مستقل کتاب تصنیف فرمائی میں ملاحظہ فرمائیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ إمام الانبیاء وسید المرسلین

وخاتم النبیین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ أجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۲۳ محرم الحرام ۱۳۹۴ھ، شب اتوار بعد از صلوٰۃ المغرب متصلاً

نوٹ: محمدی شریف سے یہی سوال حضرت علامہ کاظمی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھیجا گیا ان کا جواب بھی اسی رسالہ کے ساتھ شائع ہوا تبرکاً اسے بھی شامل تفسیر کیا جاتا ہے۔ نہایت اضطراب کی حالت میں آپ کو تکلیف دے رہا ہوں اور اُمید کرتا ہوں کہ دینی خدمت کے رشتے سے یہ تکلیف آپ کے لئے بارِ خاطر نہ ہوگی۔

سوال: ہدایت دینی کسی رسول کی ذمہ داری نہیں ہے۔ یہ اللہ کا کام ہے رسول کا کام تو صرف تبلیغ تھا۔ (تحریک جامعہ محمدی، صفحہ ۱۱۴)

یہ دبے لفظوں میں نبوت کا انکار کرنے والے اس طرح وہ عظمت مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہیچ اور سلطنت حبیب خدا سے روگردانی کرتے ہوئے اختیارات وتصرفات آقائے دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں خندہ جبینی سے عجز پیش کرتے ہیں۔ آیت قرآنی دلیل راہ بناتے ہیں۔

اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ۚ (القصص:56)

اور معتبر تفاسیر سے ثابت کرتے ہیں کہ وہ اپنے چچا کے چراغ کو بھی رسول کبریا عذابِ دوزخ سے محفوظ کرنے کا اختیار نہیں رکھتے تھے لہٰذا آپ کو امور تکوینی اور تشریعی میں کوئی اختیار نہیں۔ کیا یہ جناب والا سے توقع کی جاسکتی ہے کہ اس کا معتبر اور مختصر جواب جلد تحریر فرما کر اطمینان بخشیں گے۔

والسلام، محتاجِ کرم

ایس کے رازی (ایم۔اے) صدر انجمن ہذا، ۱۰ مارچ ۱۹۷۴ء

نوٹ: عزیز نوازی سے جس طرح آپ نے مشرف فرمایا اس اعزاز کو شائع کئے بغیر آپ کا بیان سراپا عرفان ہی شائع کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نحمده ونصلي على رسوله الكريم وعلىٰ آله وأصحابه أجمعين

جواب: امابعد! لفظ "ہدایت" جو کتاب وسنت میں وارد ہوا ہے اس کے شرعی حقیقی معانی معتزلہ کے نزدیک بیان طریقت الصواب ہیں اور مشائخ اہل سنت اس کے شرعی حقیقی معنی خلق الاھتداء مانتے ہیں ہر ایک فریق اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کتاب وسنت کی آیات پیش کرتا ہے مثلاً معتزلہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّكَ لَتَهۡدِىۡۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ (الشوریٰ:52)

اس آیت کریمہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایت سے مراد بیانِ طریق الصواب ہے۔

مشائخ اہل سنت فرماتے ہیں کہ اگر لفظ ہدایت کا معنی صرف بیان طریق الصواب ہوں تو "اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ" (القصص:56) کے کیا معنی ہوں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ہر ایک کے لئے بیان طریق الصواب فرماتے ہیں اس کی نفی کیونکر درست ہوگی؟ لہٰذا تسلیم کرنا ہوگا ہدایت کے اصل معنی خلق الاھتداء ہیں اور انہی معانی کی نفی آیت کریمہ اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ میں کی گئی ہے کیونکہ خلق الاھتداء منصب رسالت نہیں یہ شانِ خالقیت ہے۔ ہم رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خالق نہیں مانتے اس مقام پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ کی طرف ہدایت کی اسناد مجازی ہے اور جہاں ہدایت کے بعد ضَلال (گمراہی) کا ذکر موجود ہے وہاں لفظ ہدایت لغوی معنی میں مستعمل ہے جیسے " اَمَّا ثَمُوۡدُ فَهَدَيۡنٰهُمۡ فَاسۡتَحَبُّوا الۡعَمٰى عَلَى الۡهُدٰى " (السجدۃ:18) یہاں ہدایت شرعی وعید مراد ہیں۔ رہا یہ امر کہ ہدایت کے معنی اِراۃ الطریق عند المعتزلہ اور ایصال الی المطلوب عند اہل سنت کتب فن میں بیان کئے گئے ہیں تو یاد رکھیں حضرات قارئین با تمکین یہ اختلاف ہی معنی لغویہ کی طرف راجع ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس کو ہدایت نہیں فرمائی اُس کا مطلب یہ ہے کہ خلق اھتداء حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں کیا کیونکہ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا

منصب ہی نہیں بلکہ ان کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے خلق الاھتداء فرمایا ہی نہیں یہ عدمِ ہدایت اگر کسی نقص کا موجب ہے تو معاذ اللہ ذاتِ باری کے لئے اثباتِ نقص لازم آئے گا۔ تعالیٰ اللہ عن ذالك علوا كبيرا۔

مسئلہ سمجھنے کے لئے بلا تمثیل یوں کہئے کہ ٹیکسال میں جو سکہ ڈھلا ہی نہیں اگر وہ کسی دولت مند کے پاس نہ ہو تو اس کی دولت مندی میں کمی نہیں آتی۔ جن لوگوں کے لئے خلق اھتداء ہوا ہی نہیں انہیں ہدایت نصیب نہ ہونا آقائے کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خزائن ودولت میں ہرگز کمی کا موجب نہیں بلکہ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس تو یہ ہے اَللّٰهُ يُعْطِي وَأَنَا قَاسِمٌ [56]

کفر پر مرنے والوں کے لئے ہدایت تو خزانۂ خداوندی میں تھی ہی نہیں کیونکہ ایسے لوگوں کے لئے خلق اھتداء حکمت کے منافی تھا تو جو چیز اگر وہاں نہیں تو یہاں بھی نہ ہو تو کون سی خرابی لازم آتی ہے؟ بلکہ آیت کریمہ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دشمنوں کے الزام سے محفوظ رکھنے کے لئے خلق اھتداء کی حضور سے نفی فرماتے ہوئے اپنی ذاتِ مقدسہ کے لئے اس کا اِختِصاص (تعلق) ظاہر فرمایا کیونکہ جن کے لئے خلق اھتداء ہوا ہی نہیں وہ اپنی محرومی کا الزام اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نہ لگا سکیں۔ گویا رب تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے محبوب (ﷺ) پر اپنی محرومی کا الزام نہ لگاؤ۔ خلق اھتداء تو میرا کام ہے ان کا کام ہی نہیں پھر وہ موردِ کیسے ہو سکتے ہیں اور اگر مجھ پر الزام لگاؤ تو تمہاری جہالت ہوگی کیونکہ میرا کام حکمت کے عین مطابق ہے۔ نادانو! میں ہر عیب سے پاک ہوں۔

وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله وأصحابه أجمعين

سید احمد سعید کاظمی

۱۶ مارچ ۱۹۷۴ء

☆☆☆☆☆☆

[56] المعجم الأوسط للطبراني، باب الميم، من اسمه: محمد، 215/6، رقم الصفحة 6224، دار الحرمين–القاهرة، عام النشر: 1415 ھ 1995 م